



سوال

(11) کیا اللہ کو تردد ہوتا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حدیث قدسی ہے: ”جو کام میں کرتا ہوں مجھے اس میں تردد نہیں ہوتا۔“ اس حدیث میں ”تردد“ کا کیا مطلب ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”بے شک اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں، اور میرا بندہ میری اس پر فرض کردہ چیزوں کے ذریعے میرے قریب ہوتا ہے اور میرا بندہ مسلسل نوافل کے ذریعے میرے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کی ٹانگ بن جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے۔ تو ضرور اسے عطا کرتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو ضرور اسے پناہ دیتا ہوں اور کسی کام کو کرتے ہوئے مجھے تردد نہیں ہوتا۔“

حدیث میں مذکورہ ”تردد“ کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے درست جواب دیا ہے۔ جسے امام صاحب کی عزت اور اہمیت کے پیش نظر اختصار کے ساتھ نقل کر دیتا ہوں۔ (مجموع الفتاویٰ 18/129-131) میں فرمایا:

یہ حدیث شریف اولیاء کی صفت میں اہم حدیث ہے۔

اور ایک گروہ نے اس کا رد کرتے ہوئے کہا:

”اللہ تعالیٰ کو تردد کے ساتھ موصوف نہیں کیا جاسکتا، اس لیے کہ تردد کا شکار وہ شخص ہوتا ہے جو معاملات کے انجام سے بے خبر ہوتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو تمام معاملات کے انجام و حال سے باخبر ہے اور ان میں سے کچھ بسا اوقات یہ بھی کہہ جیتے ہیں کہ ”بے شک اللہ تعالیٰ تردد کا معاملہ بھی کرتا ہے۔“

تحقیق اس بات کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام حق ہے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی امت کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی خیر خواہ اور فصیح و عمدہ کلام کرنے والا ہے۔ جب حقیقت یہ ہے تو خود کو ہوشیار سمجھنے اور ڈینگلیں مارنے، اس حدیث کا انکار کرنے والا سب



سے بڑا گمراہ، جاہل اور بے ادب ہے۔ بلکہ ایسے شخص پر تادیب و تعزیر واجب ہے۔ ایسے باطل گمان اور فاسد عقائد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو محفوظ رکھنا فرض ہے۔

لیکن ہم میں سے جو متردد ہے، وہ اگر معاملات کے انجام سے لاعلمی کی وجہ سے تردد کا شکار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو ان صفات، معاملات کے ساتھ منصف نہیں کیا جاسکتا، جس سے ہم میں سے کسی کو منصف کہا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی چیز نہیں ہے۔

پھر علی الاطلاق تردد کو شک کے معنی میں لینا بھی باطل ہے۔ اس لیے کہ کبھی کوئی انجام و نتائج سے لاعلمی کی وجہ سے تردد کرتا ہے تو کبھی دو کاموں کے فوائد اور مفاسد کی وجہ سے تردد کرتا ہے۔ تاکہ وہ فائدے والے کام کا ارادہ کرے اور نقصان کی وجہ سے اس کام کو ناپسند کرتا ہے۔ تاکہ اس چیز کے انجام سے بے خبری کی وجہ سے، جیسے ایک طرف سے پسند اور دوسری جانب سے ناپسند کیا جاتا ہے۔۔۔!! اور اس کی مثال مریض کا ناپسندیدہ دوا کا ارادہ کرنا بھی ہے۔ (یعنی وہ دوا کو ناپسند کرتا ہے، لیکن صحت کے لیے اسے پسند بھی کرتا ہے) بلکہ بندہ جن اعمال صالحہ کا ارادہ کرتا ہے، تو اسے دل ناپسند کرتا ہے اور حدیث مذکور میں "تردد" بھی اسی سے تعلق رکھتا ہے۔ اور "صحیح بخاری" میں حدیث ہے کہ:

"مُحِبَّتِ النَّارِ بِالشَّوَابِ، وَ مُحِبَّتِ الْجَنَّةِ بِالْكَارِهِ"

"جہنم کو پسندیدہ چیزوں نے گھیرا ہوا ہے اور جنت کو ناپسندیدہ چیزوں نے گھیرا ہوا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهُ لَكُمْ

سورة البقرة ... ۲۱۶

"تم پر قتال فرض کیا گیا ہے، حالانکہ وہ تمہیں ناپسند ہے۔"

اسی سے حدیث میں "تردد" کا معنی ظاہر ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"مَائِزَالِ عَبْدِ يَبْتَرِبُ إِلَى النَّوَافِلِ حَتَّى أُجِبَ"

"میرا بندہ نوافل کے ذریعے مسلسل میرے قریب ہوتا رہتا ہے، حتیٰ کہ میں اسے محبت کرنے لگتا ہوں۔"

یہ بندہ جس کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ محبوب حق بن جاتا ہے۔ اس حق سے محبت کرنے والا ہوتا ہے۔

پہلے وہ اللہ کے پسندیدہ فرائض کے ذریعے اللہ کے قریب ہوتا ہے، پھر بندہ نوافل میں کوشش کرتا ہے جن سے اور جن کے کرنے والے سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے تو بندہ ہر وہ کام کرتا ہے جو اللہ کو محبوب ہوتا ہے۔

لہذا اللہ اپنے محبوب عمل کے کرنے پر اس بندے سے دو وجہ سے محبت کرتا ہے۔

ایک اللہ اور بندے کا اس کام کے کرنے میں ارادہ کا مستحق ہونا، دوسرا بندہ کا اس چیز سے محبت کرنا جسے محبوب پسند کرے اور اس چیز کو ناپسند کرنا جسے محبوب ناپسند کرتا ہے۔

اور رب تعالیٰ اپنے بندے اور محبوب کے عمگین و پریشان ہونے کو ناپسند کرتا ہے۔ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ موت کو اس لیے پسند کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس کے محبوب کاموں سے محبت کرتا رہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی نے اس کی موت کا فیصلہ کیا ہوتا ہے۔

